

وہ ایمان لے لے گا، اس لیے جان کو عزیز نہیں رکھتا اور دوسرے

لطیف معنی یہ ہیں کہ اس بت پر جان قربان کرنا تو عین ایمان ہے، پھر

اس سے جان کیونکر عزیز رکھتی جاسکتی ہے؟

گویا یہ شعر غالب کے ان اشعار میں سے ہے، جنہیں خواجہ حالی پہلو دار کہتے ہیں کہ بادی النظر میں کچھ اور معنی مفہوم ہوتے ہیں، مگر غور کرنے کے بعد ایک دوسرے معنی نہایت لطیف پیدا ہوتے ہیں، جن سے وہ لوگ لطف نہیں اٹھا سکتے، جو ظاہری معنی پر قناعت کر لیتے ہیں۔

۲۔ شرح: یہ ٹھیک ہے کہ تیرے تیر کا پیکان دل سے نکل گیا، مگر اس کی لذت اب تک دل میں بدستور باقی ہے، اسی لیے دل اس کی یاد سے معمور ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے، تیرا پیکان اس قدر عزیز ہے کہ دل سے نکل جانے کے باوجود وہ نہیں نکلا۔

۳۔ شرح: اے غالب! جو حادثہ پیش آ گیا ہے، وہ بہت سخت ہے۔ اتنا سخت ہے کہ جی چاہتا ہے، مرجائیں، مگر جان بھی عزیز ہے، اس لیے صبر کرنا، سی پڑے گا اور حادثے کو برداشت کیے بغیر چارہ نہیں۔



نے گلِ نغمہ ہوں، نہ پردہ ساز	میں ہوں اپنی شکست کی آواز
تُو اور آرائشِ خیم کا گل	میں اور اندیشہ ہائے دور و دراز
لافِ تمکین، فریبِ سادہ دلی	ہم ہیں اور رازِ ہائے سینہ گداز
ہوں گرفتارِ الفتِ صیاد	ورنہ باقی ہے طاقتِ پرواز
وہ بھی دن ہو کہ اُس ستم گر سے	ناز کھینچوں بجائے حسرتِ ناز
نہیں دل میں مرے وہ قطرہِ خوں	جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گلِ باز